بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت

گزشتہ ماہ کے رسالے میں انقلاب عظیم کی ضرورت پر مقالہ سپرد قلم کیا جا چکا ہے آج کی صحبت میں بتانا مقصود ہے کہ اس ضرورت کا احساس کیونکر ہو اور آنکھ کیونکر پیدا ہو جس سے نظر آ جائے کہ دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت ہے خواہ وہ یورپ ہو یا ایشیا، امریکہ ہو یا افریقہ۔

اگرچہ بے حد و شمار اور شواہد ایسے بھی ہیں جو ہمارے سامنے موجود ہیں جیسے آج دنیا کے ہر حصہ میں عیوب کے اندر نوع انسانی کی ظاہری و باطنی تباہ حالی اور اس کے اسباب کے ہزاروں دفتر تیار کئے جا چکے ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جن کو قرآن سے دوری ہے اس کیلئے انکو دور جانے کی ضرورت نہیں جو قرآن پر یقین اور ایمان رکھتے ہوں اس سے چمٹے ہوئے ہیں اور انکی آنکھ کسی طرف بھٹکتی نہیں۔ قانون قدرت اور صحیح عقیدہ کے مطابق یہ ہے کہ دنیا کی کل حالت قوم کی ہدایت کیلئے امت خیر یعنی قوم مسلم اور قرآن ہے اور قوم مسلم کی ہدایت کیلئے صرف قرآن اگرچہ یہ بھی ہے کہ براہ راست قرآن سے دوسری قومیں سعید روحیں ہدایت پا سکتی ہیں مگر عام طور پر قوم مسلم کے ذریعہ سے ہی اقوام عالم کی ہدایت مقدر ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

اسی نظریے کے مطابق چنانچہ ہمارا کام ہے اور اسی اصول مسئلہ کو لیکر ہم سب سے پہلے قرآن ہی کی طرف دنیا کی توجہ منعطف کراتے ہیں کیونکہ قرآن خود بھی اسکا دعویدار ہے اور وہ بطور چیلنج کے اپنے ماننے پر دنیا کو مجبور کرتا ہے۔ جب قرآن ہی لازم و ملزوم چیز ہدایت اور گمراہی کے اختیار اور ترک پر منحصر ہے تو سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ اسکا علم عام ہے یا نہیں کیونکہ عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔ اور یقین نہیں جاتا کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ قرآن ہی غلط فہمیوں کا شکار ہے خوش عقیدگیوں میں گم ہے رسمیات میں مبتلا ہے اور مہجوری کی حالت میں ہے۔

قرآن کا ہر صفحہ سراپا عمل کا مطالبہ کرتا ہے لیکن خود مسلمان اسکو نوے فیصد عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی شروع سے آخر تک نہ تو پڑھتے ہیں اور نہ پڑھوا کر سنتے ہیں۔ باقی دس میں سے نو بے معنی و مطلب کے پڑھتے ہی کو ثواب سمجھتے ہیں اور باقی ایک عالم بننے، وعظ کہنے، مناظرہ کرنے، مدرسی اور امامت کرنے اور مؤلف و مصنف وغیرہ بننے کیلئے پڑھتے ہیں۔ قرآن کا بننے کیلئے یعنی قرآن پر عمل کرنے کیلئے قرآن نہیں پڑھا جاتا اسلئے اسکا فائدہ بھی وہی حاصل ہوتا ہے جس کیلئے یہ پڑھا جاتا ہے اور وہ نہیں حاصل ہوتا جسکا درحقیقت قرآن مطالبہ کرتا ہے۔

علمائے کرام اب جو لوگ کہتے سنتے جاتے ہیں کہ قرآن ہے اور وہ قرآن ہی کا علم و عمل پھیلا رہے ہیں اسکا وعظ کہہ رہے ہیں تو ان سے پوچھنا چاہئے کہ حق پرست مغلوب کیوں ہیں حکومت الٰہی کا قیام کیوں نہیں۔ اس طرح مدعی قرآن کا یہ مطلب ہے کہ آفتاب بھی طلوع ہے اور رات کی تاریکی بھی باقی ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے قرآن مجید کا علم عام ہونا چاہئے تھا اور وہ بھی قرآن کے حکم کے مطابق قرآن کا بنکر قرآن کا بننے اور

بنانے کیلئے اور نتیجہ کے طور پر قوانینِ قرآن کا نفاذ اور حکومتِ الٰہی کا قیام مسلمانوں کی زندگی کے مقصد سے پہلے علما کی زندگی کا مقصد قرار پانا چاہئے تھا اور ظاہر ہے کہ یہی چیز مفقود ہے نہ علما یعنی خواص اس طرف متوجہ ہیں اور نہ عوام۔

سلاطینِ اسلام علمائے کرام اسلام کے ریڑھ کی ہڈی ہیں اور یقیناً دل و دماغ کا حکم رکھتے ہیں۔ اسی سبب سے پہلے انہیں کے متعلق کہا گیا۔ اسکے بعد سلاطینِ اسلام کا نمبر ہے کیونکہ اولی الامر میں ان کا شمار ہے۔ ہماری نگاہیں جب اس تلاش میں مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے کسی حصہ میں حکومتِ الٰہی کا قیام نہیں دیکھتیں اور قوانینِ الٰہی کے نفاذ کا نظارہ نہیں کرتیں اور خلفائے راشدین کی پیروی میں کسی ایک کو بھی گامزن نہیں پاتی ہیں تو حسرت و ندامت سے سر جھک جاتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ ”ہائے قرآن تو کہاں“ اور ”ہائے اسلام تو کہاں“۔ علما اور سلاطینِ اسلام کے بعد درحقیقت درخورِ اعتنا کوئی جماعت نہیں۔ نئی روشنی کے رہنما، مصنفین اور شعرا، انجمن ساز اور اخبار و رسائل کے مدیرین وغیرہ معلوم نہیں کس صف میں رکھے جانے کے لائق ہیں۔ انکی تو خود ان کو خبر ہے اور نہ ہمیں معلوم۔ اسلئے انکے متعلق کچھ کہنا وقت کا ضائع کرنا ہے۔

وعظ کہنا یا وعظ کا سننا، مدرسے قائم کرنا اور انہیں چندہ دینا، مضامین لکھنا، نظمیں شائع کرنا اور کتابوں کی تصنیف کرنا، نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا، خیرات و زکوٰۃ میں حاتمِ وقت ہونا اور حج کرنے میں امامِ وقت بننا، درس دینا اور فتوے لکھنا، چہرے پر داڑھی رکھنا اور اپنا نام مسلمانوں جیسا رکھنا یہاں تک کہ ہائے قوم وائے قوم کا ہر جلسہ میں وظیفہ پڑھنا یا کہ اسلام اور مسلمانوں کے نام پر جیل تک جانا آج کل کھیل بنا ہوا ہے اور عام طور پر مسلمان اسی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ درحقیقت مرض کا کامل علاج ان میں سے کوئی بھی نہیں کیونکہ قرآن کا علم عام کرنے اور اسکی ذریعے سے اسکی روشنی اسکے قوانین کے نافذ کرانے اور اللہ کی حکومت قائم کرانے کا عام طور پر ذکر اور خیال تک نہیں۔ قرآن کا علم ہی عام نہیں ہے لہٰذا اسکے حقیقی نتائج کی امید فضول ہے۔ اس سلسلے میں علما، سلاطین، محکمہ تعلیمات، کالج و سکول، مساجد اور گھروں کی چہار دیواری کو دیکھ لو اور معلوم کرلو کہ دوسری قسم کی تعلیم کیلئے آج کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے اور قرآن کیلئے کیا باقی رہ گیا ہے۔ قرآن فہمی نہیں ہے یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی نہیں ہے اور اسکی لئے آفتاب کی طرح روشن ثبوت پیش کیا جا چکا ہے۔ مسلمان دنیا والوں کیلئے اسی وقت ہادی اور رہنما ہو سکتے تھے جبکہ قرآن والی قوم ہونے اور آج اسی سرچشمۂ آبِ حیات کا منبع بند ہو گیا ہے سارے سوتے خشک پڑے ہیں اور باغِ اسلام میں خزاں آگئی ہے۔

قرآن نہیں رہا اسلئے مسلمان مسلمان باقی نہیں رہے ہیں اور مسلمان مسلمان باقی نہیں رہے ہیں اسلئے اقوام عالم گمراہی اور ضلالت
کی تاریکی میں حیران و پریشان اور سرگرداں ہیں۔

جو کچھ کہا گیا جو کچھ کہا گیا اگر آپ کا بھی جی چاہتا ہے کہ اسکے قائل ہوں تو آئیے سب سے پہلے اپنے دل کی آنکھ پر قرآن مجید کی عینک لگائیے پھر حق ہی نظر آجائیگا اور باطل بھی اور یہ بھی کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور درحقیقت کیا ہونا چاہیے تھا۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت محسوس ہوگی اور اگر ہمت اور توفیق کا کوئی حصہ ملا ہوگا تو سنت پیغمبری ادا کرنے کی تڑپ پیدا ہوگی اور دنیا کو دوزخ کے کنارے کھڑا دیکھکر بیتابانہ کمربستہ ہو کر بچانے کی بیتابی اور اضطراب کی کیفیت طاری ہوگی اور پھر یہی وہ مقام ہے جہاں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کا منصب نصیب ہوگا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

میں نے کہا قرآن ایک عینک ہے جو دل کی آنکھ پر لگائی جاتی ہے جس سے ہر چیز کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے یا ایک آئینہ ہے جسکے اندر اپنا اور اپنی قوم کے چہرہ کا حسن و قبح بھی معلوم ہو جاتا ہے اور اسکا بھی جس کے سامنے اس آئینہ کا رخ پھیر دیا جائے۔

یا قرآن ایک کسوٹی ہے جس پر کھوٹے کھرے، حاکم و محکوم، عبد و معبود، دنیادار و دیندار، جنتی و دوزخی، ہدایت و گمراہی اور صراط مستقیم وغیرہ وغیرہ صاف صاف معلوم ہو جاتے ہیں۔

یا پھر قرآن ایک ایسا جام جہاں نما ہے جسکے اندر دونوں جہاں کی ہر چیز موجود ہے اور یہ کوئی انسانی دعویٰ نہیں ہے اور عالم تخیل کی باتیں نہیں ہیں اور ایسا دعویٰ نہیں ہے جو خود بنایا گیا ہو آپ تجربہ کریں بلکہ جس کا جی چاہے قرآن مجید کو سامنے رکھ کر ابھی چند آیتیں تلاوت کرے تو پائیگا کہ اپنے کو ایک دوسرے عالم میں پائیگا اور معاً اس پر ایک دوسری کیفیت طاری ہوگی اور اسکے سامنے ایک ایسی روشنی ہوگی جسمیں وہی نظر آئیگا جو اوپر بیان کیا گیا ہے لیکن اقوام عالم کی ہنگامہ آرائیاں اور مسلمانوں کی زندگی کا تماشہ کرنا مقصود ہو تو قرآن کو قرآن کیلئے قرآن کا ہو کر قرآن کی روشنی میں پڑھنا چاہیے۔

بحمد اللہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب کی ضرورت ہے تو بس ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت ہے اور یہ اجمال ہی ایسا ہے جو ہر جگہ جگہ پر تفصیل کا کام دیتا ہے۔ لہٰذا اس آواز کو ہر طرف سے بلند ہونا چاہیے کہ "دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت ہے"